© rasailojaraid.com

یا اسکا کوئی اور طریق محفوظ اسکو معلوم نہو۔ اور نہ اس مسئلہ کو ماننے جو اس حدیث سے ثابت ہو جبتک کہ اسکی اصل دوسرے دلائل (آیات یا احادیث صحیحہ) مین نپاوے بالجملہ اس حدیث کو اور اس سے مستنبط مسئلہ کو نماننے کا اسکو اختیار ہے حدیث کو ضعیف قرار دینے اور اسکی مفہوم (مسئلہ) کو محض بے اصل کہنے کا اسکو اختیار نہین ہے اور نہ مقلد کی یہہ شان ہے یہ بات ہم پہلے بھی ریویو رسالہ "قول متین" مین بضمن نمبر ۳ جلد ہشتم جتا چکے ہین اور اسکی کسیقدر تائید و تفصیل ہمارے مضمون مراسلت متعلق بعض مسائل تقلید و عمل بالحدیث مین بھی پائی جاتی ہے جو ذیل مین مندرج ہے یہ بیان بمنزلہ جملہ معترضہ ہے جو اہلحدیث کی نصیحت و ہدایت کی نظر سے قید قلم مین آیا۔ جسکے اختتام سے بیان امر سوم کا اتمام ہوا اور اسکے اتمام سے خاتمہ کا اختتام ہوا اور اس سے مضمون ختم ہوا۔ فللہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔

"مراسلت متعلق بعض مسائل تقلید و عمل بالحدیث"

گلبرگہ علاقہ ریاست حیدر آباد دکن سے ایک قدیم معاون و محب اشاعۃ السنۃ نے ایک خط کے ذریعہ سے تقلید و عمل بالحدیث کے متعلق چند سوالات پیش کرکے جواب کا مطالبہ کیا اور یہہ بھی فرمایا کہ اس قسم کا کوئی مستقل مضمون بھی مدرج اشاعۃ السنۃ ہو تو اس سے تعمیم افادہ متصور ہے۔ لہذا سردست ان

© rasailojaraid.com

سوالات کے مختصر جوابات درج رسالہ کئے جاتے ہین - خداے تعالی نے مہلت دی اور توفیق عطا فرمائی تو اس باب مین ایک مستقل اور مفصل مضمون بھی تحریر مین آئیگا انشا اللہ تعالی -

ان جوابات کو رسالہ مین شائع کرنے اور اس باب مین تحریر مستقل و مفصل مضمون کا وعدہ دینے کی وجہ ایک یہہ بھی ہے کہ ہمارے بھائیون مین اب ترک تقلید و دعوے عمل بالحدیث مین غلو ہوگیا ہے اور افراط شدید نے اُن پر غلبہ و تسلّط پایا ہے -

وہ تقلید کا نام سُنکر اس سے ایسے چونک پڑتے ہین جیسے آگ کا خوف زدہ کرم شب تاب کو دیکھکر ڈر جاتا ہے - اور ترک تقلید کے نشہ مین ایسے سرشار ہین کہ محل ضرورت تقلید مین بھی کسی کی تقلید کو جائز نہین سمجھتے - اور اپنے فکر نارسا و اجتہاد ناروا سے کام لیتے ہین -

تقلید کو بلا استثنا صلواتین سناتے ہین اور مقلدین کو برملا برائی سے یاد کرتے ہین -

مقلدین تو یکطرف رہے اُن سے اپنے علمی اخوان اور اپنے گروہ کے اعیان جنکو وہ موںہہ سے مقتدا کہہ چکے ہین - اور اُن کی پیشوائی کا اقرار کر چکے ہین چھوٹتے وہ اُن کی کلام مین جواز تقلید کا (با محل کیون نہو) اشارہ پاتے ہین تو اُن پر مقلد ہو جانے کا فتوے لگاتے ہین - اور اُن کے استدلال مین کلام مقلدین سے استشہاد دیکھتے ہین تو اس کو تقلید خارج از تحقیق قرار دیتے ہین -

اسکی تمثیل مین ہم بعض ناظرین شائقین و سعادتمند ین اشاعۃ السنتہ کو پیش کرتے ہین -

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اشاعۃ السنۃ کے ایک پرانے حامی اور ہمارے دلی دوست اور مخلص معتقد (جنکا ایک مدت سے اشاعۃ السنۃ کی تعریف مین مونہہ سوکھتا تھا) اب ایک خاص مراسلت مین بالفاظ ذیل اسپر معترض ہین۔ "آپکا طرز تحریر بالکل اب تک مقلدانہ چلا جاتا ہے اور صرف قال اللہ قال الرسول سے آپکا اطمینان معلوم نہین ہوتا۔ اور صرف ان دو لفظ کلام کے بیان کو آپ اپنے دعوے کے ثبوت مین کتفی خیال نہین فرماتے۔ توضیح و تلویح اور ان کے علاوہ اور متقدمین کے کلام کو بار بار اپنے مدعا پر دلیل لاتے ہین"۔ اور ایک مراسلت مین آپ اشاعۃ السنۃ کے فقرات منقولہ حاشیہ پر یہہ اعتراض جماتے ہین۔ "کہ اس مقام پر آپ نے

× × × × × کچھ بھی ذکر نہین کیا

تقلید شخصی و جمہوری وغیرہ کا کچھ بھی ذکر نہین کیا

ترک تقلید کو باعث جرائم قرار دیا × × × × × × اسکو عام پیرایہ مین درج کرکے تمام تارکین تقلید کا دل دکھایا۔ × × × × × × اب لوگ اللہ کے فضل سے پہلے ہی اس پیرزال قحبہ تقلید کو طلاق دے چکے ہین۔ اس سے نکاح کا دوبارہ کوئی طالب نہین ہوتا")

اور وہ مہربان نشۂ ترک تقلید مین سرشار ہونے کے سبب اتنا نہین سوچ سکے کہ اشاعۃ السنۃ کے استدلالات مین جو کلام غیر خدا و رسول سے تمسک پایا جاتا ہے وہ بطور استشہاد و متابعت (بغرض تفہیم ان لوگون کے جو اس کلام کے معتقد ہین) ہے نہ اس خیال سے کہ کلام خدا و رسول اپنے لئے تسلی وہ و اطمینان بخش نہین ہے جسکو اہلحدیث کیا منصف مقلدین بھی کفر سمجھتے ہین اور یہہ استشہاد بغرض افہام مخاطبین خود خدا و رسول کے کلام مین موجود ہے (دیکھو سورہ لقمان مین نقل قول لقمان "واذ قال لقمان لابنہ وھو یعظہ یا بنی لا تشرک باللہ الآیہ وغیرہ) ہیں ایسا ہی نقل اقوال غیر بغرض تسکین مخاطب تقلید ہے

* وہ یہہ ہین کہ ترک تقلید کا نتیجہ بے دینی ہے اور سلف و خلف کی تالیفات مین اوس کی ترغیب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تواس تقلید سے خدا و رسول بھی نہین بچے اور نہ وہ یہہ سمجھہ سکے ہین کہ فقرات (مہربان) محل اعتراض سے اِس تقلید کا جواز نکلتا ہے جس سے مخالف کو بھی انکار نہین ہے اِس تقلید کا جسکو آپ قحبہ زال سمجھکر طلاق دے چکے ہین (اِسکی تفصیل دوسرے مہربان معترض کے کلام کے ذیل مین ہوگی انشاء اللہ تعالی)

اور ایک مہربان اشاعۃ السنۃ کے فقرات منقولہ حاشیہ پر ان کو مثبت تشبیہ بھی یا تقلید بمعرض نص خیال فرماکر) ایک جنگی اخبار مین اسپر بعنوان "ریویو" بالفاظ ذیل نکتہ چینی فرماتے ہین اور اگر اس سے یہہ مراد ہے کہ مسائل اجتہادیہ و قیاسیہ مین جنکا سمجھنا مجتہد سے مخصوص ہے عامی کو تقلید ضروری ہے تو مسلم ہے - اہل حدیث اسکا انکار نہین کرتے اور اگر یہہ مراد ہے کہ عامی کو ہر مسئلہ مین خواہ وہ ظاہر نص مفسر سے مستفاد ہو یا بذریعہ اجتہاد و قیاس مفہوم ہو تقلید

کثرت پائی جاتی ہے جنکا اقتباس ہماری تالیفات رسالہ اشاعۃ السنۃ وغیرہ مین بہی ہے موجود اس مسئلہ کے محل صدق وہی لوگ ہین جو بصیرت رکھتے ہون انہی لوگون کے لئے خاص اون ہی مسائل مین جنمین انکو بصیرت حاصل ہو ترک تقلید جائز بلکہ ضروری ہے - ولیکن جو لوگ قرآن و حدیث سے خبر نہ رکھتے ہون علوم عربیہ اوسیہ (جو خادم قرآن و حدیث ہین) سے محض ناآشنا ہون صرف اردو فارسی تراجم پڑہکر یا لوگون سے سنکر یا ٹوٹی پھوٹی عربی جانکر مجتہد اور ہر بات مین تارک التقلید بن بیٹھین ان کو حق ہے ترک تقلید سے بجز ضلالت کسی ثمرہ کی توقع نہین ہو سکتی -

پچیس برس کے تجربہ سے ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہین وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہین - اشاعۃ السنہ نمبر (۲) جلد (۱۱) صد ۵۳ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضروری ہے تو غیر مسلم ہے" پھر فرماتے ہیں "ایک شخص عامی کا عالم واقف سے یہ سوال کرنا کہ فلاں مسئلہ میں کتاب و سنت کے موافق کیا حکم ہے اور روایت و خبر کا طلب کرنا تقلید میں داخل نہیں ہے" اور امام شوکانی کے اس قول سے " ان التقلید انما ھو قبول رای الغیر دون روایتہ" استشہاد فرماتے ہیں —

اس نکتہ چینی پر ایک منصف اہل حدیث نے ان سے سوال کیا کہ اس ریویو (نکتہ چینی) سے آپکا منشا کیا تقلید شخصی کے مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری کب قائل ہیں کہ آپ اس میں اگر مگر کو داخل کر کے رنج پہنچانے سے ایک جھگڑا کھڑا کرنا چاہتے ہیں تو آپ اسکے جواب میں لکھتے ہیں کہ حاجی حضرت منشا صرف اظہار حق ہے ریویو سے یہی غرض ہوتی ہے کہ خطا و صواب کو بخوبی آشکارا کر دیا جاوے (جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فقرات مذکورہ "اشاعۃ السنۃ" میں حق نہیں کہا گیا بلکہ حق باطل دونوں کا ان میں اشتباہ ہے)

اور وہ ترک تقلید کے وجہ میں بے اختیار ہونے کے سبب یہ خیال نہیں فرما سکے کہ ان فقرات اشاعۃ السنۃ میں الفاظ "بصیرت" "ترک تقلید جائز ہے" "ہدایات میں تارک التقلید" "مجتہد مطلق" "مطلق تقلید کے تارک" صاف صریح الفاظ ہیں جنکو اولی غور کے ساتھ ملاحظہ کرنے سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ جس مسئلہ میں کسیکو قرآن و حدیث سے (اپنے ذاتی علم سے یا کسی اہل علم کے بتانے سے) بصیرت حاصل ہوا ہے اس میں ترک تقلید جائز ہے اور ترک تقلید کا عدم جواز اسی حالت سے مخصوص ہے کہ اسکو اس مسئلہ میں قرآن و حدیث کا علم نہ ہو جیسا معترض نے خود تسلیم کر لیا ہے اور ان الفاظ سے ہرگز یہ مفہوم پیدا نہیں ہوتا کہ اگر نص و مفسر کا کسی کو علم ہو جاوے تو پھر بھی وہ تقلید کو لازم سمجھے پھر ان فقرات سے اس مفہوم کا مراد ہونا آپنے کیوں تجویز کیا اور اگر نہ ملا کر اسکے مراد ہونے کا سوال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیون چھپا دیا۔ اور مقصد اس حوالہ کا منشار اظہار حق بتایا اور یہہ خیال ظاہر کیا کہ یہہ اظہار حق سے ملاتا ہے نہ حق کا باطل سے ممتاز و انشکار کرنا۔

یہان یہہ امر باقی رہا کہ بے علم کو حدیث و قرآن کا علم کیونکر ہو سکتا ہے اور اس علم کے ساتھ وہ کس حالت مین محقق اور کس صورت مین مقلد کہلاتا ہے اور قول امام شوکانی (جس سے پیروی روایت کا تقلید ہونا ثابت ہے) کیا معنے رکھتا ہے۔ سو ہمارے جواب سوالات مین بخوبی طے ہوگا۔ انشاء اللہ تعالی۔

ان تمثیلات سے ہمارے خواص کا ترک تقلید مین غلو ثابت ہے تو اس سے عوام کے غلو کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ اور مسئلہ ترک تقلید مین مسلک اعتدال کے بیان کی ضرورت مخفی نہین رہتی۔ وآنجا کہ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کے ملک ہندوستان مین مسئلہ ترک تقلید کی اسقدر اشاعت ہوئی ہے جس کی نظیر اسکے اقران سے پائی نہین گئی۔ لہذا اس غلو کا (جو اس مسئلہ مین لوگون کی غلط فہمی سے پیدا ہوا) تدارک بھی انکا ایک بڑا بھاری فرض ہے۔ اسوجہ سے ان جوابات کو اس رسالہ مین شائع کرنا اور آئندہ اسباب مین ایک مستقل و مفصل مضمون لکھنا ایک ضروری اور اہم امر ہے جو عمل مین آتا ہے اور آئندہ انشاء اللہ تعالی۔ اختتام مراسلت کے بعد اخوان مقلدین کی تنخیہ مین بھی کچھ گذارش ہوگا جسمین انکے اشعار وکلام زیر نظر ہے۔

نقل مراسلت متضمن سوالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علے رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد خاکسار ــــــــ بخدمت بابرکت عالیجناب مخدومنا و مولانا مولوی ابوسعید

ــــــــ راقم خط نے اپنے نام کی اشاعت کی اجازت نہین دی لہذا نام ظاہر نہین کیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محمد حسین صاحب مدظلہم العالی ۔ بعد عرض السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ التماس کرتا ہے ۔ کہ
رسالہ کا انتظار حد سے گذر گیا اور روز بروز اشتیاق بڑہ رہا ہے براہ توجہ تجویز اجرا
رسالہ فرمائے ۔ ضمیمہ جات کی رسالہ سے بھی زیادہ ضرورت ہے خصوصاً ہم جیسے جعلون
اور ناواقفون کے لئے اون کا معرض تعویق و التوا میں رہنا نہایت ہی حسرت بخش
ہے ۔ ہماری دانست مین یہہ بات متحقق ہے کہ آپ کے بابرکت ضمیمہ سے بہت سے
خدشات اور شبہات رفع ہون گے اور مسائل اختلافیہ کی نہایت ہی عمدہ توضیح و تنقیح
ہو جائیگی اور جو امر حق ہے اور راجح ہے عامہ اہلحدیث پر منکشف ہو جائیگا اور اہل تقلید
و ارباب مذاہب بھی جو منصف مزاج و بے تعصب ہین اوس کے اقبال سے چشم پوشی
نفرماوین گے اور کم سے کم اتنا تو ضرور ہوگا کہ اہلحدیث کے مسائل کے دلائل کی تقویت
اور ترجیح معلوم ہوگی اور اپنے معترضین و مخالفین کو جواب دینے کے لئے ایک تائید
مناسب حاصل ہوگی ۔

اگرچہ ابھی تک جو رسائل و کتب تالیف و تصنیف ہوئے ہین اون سے اہل علم اور نیز
عامہ اہلحدیث متمسک و مستدل ہوتے ہین لیکن خاکسار کے خیال مین آپ کا طرز
بیان و تحریر و تفہیم مطالب سب سے علیحدہ اور اوقع فی النفوس پائی جاتی ہے اس نواح
کے بعض احباب اور خاصکر اس خاکسار نے اپنے بہت سے شبہات کا دفیعہ مطالعہ
ضمیمہ کے اوپر منحصر رکہا ہے دیکھئے کب یہہ امر ظہور مین آتا ہے ۔ خداوند کریم سے
التجا ہے کہ جلد تر ضمیمہ شائع ہونے کے اسباب مہیا فرما دے اور موانعات کو
دفع کرے ۔

بحث تقلید مین خاکسار اور نیز اکثر میرے احباب کو بہت سے شبہات و
خدشات ہین اسلئے ایسے بیان یا براہان و دلائل واضحہ کی سخت ضرورت ہے
جس سے پورا اطمینان قلب حاصل ہو ۔

© rasailojaraid.com

منجملہ اون شبہات کے ایک یہ ہے کہ در حالیکہ بے علموں کو اہل علم سے دریافت کر کے مسائل و احکام شرعی کی تحقیقات کرنے کا حکم ہے اور اپنے اجتہاد و فہم سے کسی مسئلہ پر عمل کرنا اون کو جائز نہیں ہے تو ایسی حالت میں ترک تقلید کہاں متصور ہے اور جب زمانہ حال کے موجودہ علماء سے عامی کو مسائل دریافت کر لینا اور اون کے قول پر عمل کرنا جائز ہے تو ائمہ مجتہدین کی تقلید سے دست کش ہو میں کیا فائدہ - حالانکہ وہ بہ نسبت علماے زمانہ حال کے بدرجہا افضل و اکمل تھے اور یہہ امر بھی ثابت ہے کہ مجتہدین اربعہ کے مسائل فقہی بھی سب ہی بے دلیل نہیں ہیں اور کوئی نہ کوئی اصل اون کے مسائل کی دین میں پائی جاتی ہے اور وہ اپنے اجتہاد سے اوسکو تحقیق کر چکے ہیں تو پھر اس تقلید معین اور غیر معین میں کیا فرق ہے -

دوسرا یہہ کہ معاینہ بعض کتب سے واضح ہوتا ہے کہ ائمہ مذاہب کے مستند احادیث وغیرہ و دلائل ایسے بھی ہیں جن کی تصحیح و تنقید وہ کر چکے ہیں اور اون سے تمسک مسائل شرعیہ میں کرتے ہیں جب یہہ بات ثابت ہے تو پھر اہلحدیث کے نزدیک اون مسائل و دلائل کی بے اعتباری کیوں ہے اور اون کے طرز استدلال اور فقہا کے طرز استدلال میں کیا فرق ہے جس سے یہہ معتبر اور وہ غیر معتبر متصور ہوں - اور جب ایک جانب کی احادیث پر عمل کیا جائے اور دوسرے متروک العمل ہوں تو پھر جملہ احادیث پر عمل کیونکر ممکن ہے ایسا ہی جو احادیث متعارض ایک دوسرے کی ہیں اون میں نسخ و توفیق کی کیا صورت ہے اور جن احادیث کو ایک فریق ضعیف بتلاتا ہے اور دوسرا اسکو قوی و صحیح تو ایسی حالت میں [illegible] صحت و ضعف کا کونسا قاعدہ قرار دیا جائیگا محدثین کا یا فقہا کا ...

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک خیال یہہ بھی ہوتا ہے کہ احادیث جن مین صاف و صریح احکام موجود ہون اور کسی تاویل یا اجتہاد یا توضیح کی ضرورت نہ واقع ہو بہت ہی تہوڑے ہونگے اور بہت بڑا حصہ احادیث و آیات کا ایسا ہے جن مین ضرورت تاویل و اجتہاد کی واقع ہوتی ہے پس ایسی حالت مین بھی اُسی تاویل یا اجتہاد مجتہدین (عام اس سے کہ مجتہدین سلف ہون یا خلف) کی اتباع ضرور ہوتی ہے خالص احادیث یا آیات کی اتباع کہان ہوسکتی ہے۔ جب یہہ بات مسلم ہے تو اتباع کے احق و مستحق مجتہدین سلف ہی ہوسکتے ہین۔ خاصکر وہ جو مشہور اور مقتدا ے جماعت کثیر ہین۔

بہرحال ایسے اور بھی خیالات و خدشات ہم جیسے ناواقفون اور بے علمون کے ذہن مین گذرتے ہین جن مین سے بعض بعض کا ازالہ رسالہ اشاعۃ السنۃ اور اوس کے ضمیمہ سے ہو بھی جاتا ہے لیکن تاہم کامل اطمینان اس وجہ سے نہین ہوتا کہ ہمارے اذہان قاصر ہین اور مطلب کی بات کو جلد سمجھ نہین سکتے۔ لہذا گذارش ہے کہ اگر کوئی ایک مضمون رسالہ اشاعۃ السنۃ مین اس مبحث کے متعلق جو عام فہم و تسلی بخش اور حاوی جمیع مراتب متعلقہ پر ہو شایع فرمایا جاوے۔ تو مناسب ہے۔ چنانچہ بعض مقامات رسالہ جلد نہم وغیرہ مین آپنے وعدہ بھی فرمایا ہے۔

ہماری ایسی موٹی سمجھ ہے کہ ہم اپنے دلی شبہات اور معترض کے اعتراضات کو بھی بصراحت اور جیسا کہ اپنے ذہن نشین ہے بذریعہ تحریر ادا نہین کرسکتے اور نہ ہم لوگ کسی اہل علم سے بخوبی پوچھکر اطمینان و القان حاصل کرسکتے ہین باین ہمہ ادعا یہہ دعوی کہ ہم عامل بالحدیث ہین اور تارک تقلید ایک خیال خام وسودا ے محال نظر آتا ہے اور ایسی ہماری حالت کو دیکھکر ہمارے علاقی بھائی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حنفیہ کو خوب موقع اعتراضات بنانے اور ہمارے اعتقاد اتباع سنت کو رفع
کردینے کا ہاتھ آیا ہے چنانچہ میرے چند احباب کو اور ایک بہت پرانے مشہور
اہلحدیث وتبع سنت کو بعض حضرات حنفیہ نے چند کتب مناظرہ مثل چراغ ہدایت
مطبوعہ بنگلور و فتح المبین و ظفر المبین وغیرہ ونیز کتاب ترجمہ اردو شرح
سفر السعادۃ مولفہ مولوی عبدالحی صاحب واعظ بنگلور و فصل الخطاب جناب
سید شاہ محی الدین صاحب مرحوم ویلوری صرف مطالعہ کے لئے دیکر اونکو خیال
اتباع سنت سے پھیر کر مائل بتقلید کرلیا ہے چنانچہ جو صاحب پہلے اتباع مین
مشہور تھے اب وہ تقلید مین مشارالیہ ہوگئے ہین اور چونکہ وہ بظاہر ہئیت
امتیاز دنیوی بھی رکھتے ہین لہذا وہ ساعی ہین کہ بہرحال سب لوگ اپنے ہمخیال
ہوجائین اسی غرض سے وہ غربا اہلحدیث بھی جبراً اقرار لیتے ہین کہ خیال عمل
بالحدیث سے دست بردار ہوجائین اور عندالاستفسار ظاہر فرماتے ہین کہ اس
حکمت عملی سے مقصود یہہ ہے کہ دوسرے لوگ شرک وبدعت سے اجتناب
کرین اور موحد وپیرو سنت ہوجائین اس عمل بالحدیث کی وجہ سے جو لوگ شرک و
بدعت مین مبتلا ہین وہ راستہ پر نہین آسکتے بہرحال ہمکو انکی نیت وغرض سے
کوئی مقصود نہین ہے ہمکو اپنے خیال کی اصلاح واعتقاد کی درستی مطلوب ہے
بہتر ہے کہ آپ ان شکوک کا ازالہ فرمائین اور ہماری اس تحریر سے ہی آپ ہمارے
بقیہ شبہات کا اندازہ فرما سکتے ہین - لہذا ہمارے اظہار وبیان کی بھی حاجت نہین
اور نیز وہ اعتراضات رسائل مناظرہ فریقین مین مندرج ہین -

مجھسے بعض میرے مخلص احباب اور بعض میرے اکابر نے جو مجھکو تقلید کی طرف مائل کرنا چاہتے ہین
یہہ فرمایا ہے کہ تیرے دل مین جو خدشات اس تقلید کے متعلق ہون اونکو بذریعہ تحریر مفصل لکھکر
بھیجدے تو اونکے جوابات دیئے جائینگے اور تشفی کردیجاویگی - یہ مجھے نہین سوجھتا کہ مین انکو

© rasailojaraid.com

کیا لکھوں اور جتنے خدشات میرے ذہن نشین ہیں اونکو تو میں بالمشافہہ و نیز بذریعہ خطوط ظاہر تحریر کر رہا ہوں لیکن اونکی یہہ خواہش ہے لہذا حضرت سے گذارش ہے کہ براہ عنایت بزرگانہ ایک فہرست سوالات کی عنایت فرمائی جاوے

شملہ ۶ جولائی — نمبر ۴۵

اسکا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجبی مکرمی۔

سلام علیکم و برکاتہ۔ آپ کا خط مورخہ ہفتم شعبان ۱۳۰۶ھ ہجری کل مجھے پونا میں پہنچا۔ مسئلہ تقلید مین جو خدشات آپ کے کلام سے مفہوم ہوتے ہین۔ وہ سب اس ایک اجمالی جواب سے رفع ہوسکتے ہین کہ غیر مجتہد مطلق کے لئے تقلید مجتہدین سے فرار و انکار کی گنجایش نہین ہے اسکو کہین نہ کہین مجتہدین و محدثین کی تقلید کرنی پڑتی ہے ۔ بعض مسایل فرعیہ مین خواہ اصول و قواعد استنباط مین ۔*

---

* مسلم الثبوت مین ہے کہ جو مجتہد مطلق نہو گو عالم ہو اسکو اجتہادیات مین جن مین خود قدرت نرکہے مجتہد کی تقلید کرنا ضروری ہے۔ اگر اجتہاد کو لایق تجزی نہین۔

غیر المجتہد المطلق ولو عالما یلزمہ التقلید فیما لا یقدر علیہ من الاجتہادیات علی التجزی ومطلقا علی نفیہ وقیل انما یلزم بشرط ان تبین لہ الصحۃ بدلیلہ ۔ لنا المجتہدون من الصحابہ وغیرہم کانوا یفتون من غیر ابداء المستند فیتبعون من غیر نکیر شاع وذاع

جو لوگ اجتہاد کو لایق تجزی نہین سمجھتے وہ ہر مسئلہ مین غیر مجتہد کے لئے تقلید مجتہد کو ضروری سمجھتے ہین۔ بعض علما کا یہہ قول ہے کہ یہہ تقلید اس صورت مین لازم ہے کہ مجتہد کے قول کی صحت دلیل سے معلوم ہو۔ ہماری دلیل بلا اشتراط جواز تقلید پر یہہ ہے کہ

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

اسکا جواب

احادیث کے تصحیح وتضعیف میں وعلی ہذا القیاس) یہ بات اشاعۃ السنہ نمبر جلد ۔۔۔ میں بضمن ریویو بر قول متین بوضاحت بیان ہوچکی ہے۔ محل انکار اہلحدیث صرف دو قسم کی تقلید ہے ایک تقلید مقابل نص جسکی صورت یہہ ہے کہ خلاف آیت یا حدیث کسی مذہب امام کے مقلد کو کوئی مسئلہ ثابت ہو تو وہ اس مسئلہ میں پیروی آیت یا حدیث

(مسلم الثبوت ومثلہ فی المعیار ص ۱۴ نقلا عن شرح المسلم لبحر الاسلام

صحابہ وغیرہ بلا ذکر سند ودلیل اقوال خود فتوے دیا کرتے اور لوگ بلا انکار انکی پیروی کرتے۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں ابن حزم نے جو تقلید کو حرام کہا ہے وہ اس شخص

انما یتم ای قول ابن حزم التقلید حرام فیمن له ضرب من الاجتهاد ولو فی مسئلة واحدة وفیمن ظهر علیه ظهورا بینا ان النبی صلی الله علیه وسلم امر بکذا ونهی عن کذا وانه لیس بمنسوخ اما بان یتتبع الاحادیث واقوال المخالف والموافق فی المسئلة فلا یجد لها نسخا او بان یری جما غفیرا من المتبحرین فی العلم یذهبون الیه ویری المخالف له لا یحتج الا بقیاس او استنباط او نحو ذلک فحینئذ

کے حق میں ہے جو صاحب اجتہاد ہو اگرچہ ایک مسئلہ میں ہو اور اس شخص کے حق میں جسکو واضح طور پر معلوم ہوچکا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں مسئلہ میں ایسا فرمایا ہے یا کسی امر کی ممانعت کی ہے اور یہہ بھی معلوم ہوچکا ہو کہ وہ حکم منسوخ نہیں احادیث اور اقوال مخالف اور موافق کو وہ تلاش کرکے اس حکم کا ناسخ حکم نہ پاتا ہو یا ایک جماعت اہل علم مذہب اس حکم کی موافق دیکھتا ہو اور اس حکم کے مخالف قول کی کوئی سند بجز قیاس نہ پاتا ہو

© rasailojaraid.com

کی نہ کرے اور اس کے مقابلہ میں تقلید مذہب پر جما رہے - اس میں وہ کسی دلیل کا (قوی ہو خواہ ضعیف) اتباع نہ کرے - صرف اس خیال پر قایم رہے کہ خدا نے مجھے تقلید مذہب خاص کا حکم دیا ہے - اور اتباع قرآن و حدیث مجھپر واجب نہیں کیا قسم دوم تقلید شخصی تقلید مذہب معین ہے جسکی صورت یہہ ہے کہ ایک شخص ایک مذہب کی پیروی کو اپنے ذمہ فرض سمجھ لے اور دوسرے مذاہب کے کسی مسئلہ پر عمل کرنے کو جایز نہ جانے خواہ کیسی ہی حالت ضرورت پیش آوے اور اسکے اپنے مذہب میں وہ ضرورت پوری نہو سکے +

ان دو قسم کی تقلید سے اہل حدیث کو انکار کرنے کی وجہ یہہ ہے کہ ان اقسام کے جواز پر کوئی شرعی دلیل قایم نہیں ہے بلکہ اُن کی ممانعت پر اُن دلایل شرعیہ کی شہادت موجود ہے جنمیں اتباع ظاہر قرآن و حدیث کا ارشاد ہے اور جملہ اہل علم کی پیروی کی اجازت ہے + آپ سے کوئی ان اقسام کی تقلید تسلیم کرانا چاہے تو اس سے انکی جواز کی دلیل پوچھیں

لا سبب لمخالفة حديث النبي صلى الله عليه وسلم الا نفاق خفي او حمق جلي وفيمن يكون عاميا ويقلد رجلا من الفقهاء بعينه يرى انه يمتنع من مثله الخطاء وان ما قاله هو الصواب البتة واضمر في قلبه ان لا يترك تقليده وان ظهر الدليل على خلافه + وفيمن لا يجوز ان لا يستفتي الحنفي مثلاً فقيها شافعيا وبالعكس ولا يجوز ان يقتدي الحنفي بامام شافعي مثلاً فان هذا قد خالف اجماع القرون الاولى وناقض الصحابة والتابعين + حجة البالغة ص ۱۶۰ و ۱۶۱

پھر وہ اس حکم نبوی کا خلاف کرے - اور اس شخص کے قول کو نہ چھوڑے - اور اس شخص کے حق میں بھی جو فقہاء سے ایک شخص کو معصوم سمجھ کر اس کی تقلید کو لازم ٹھیرا لے اور حنفی کا شافعی سے فتوے لینا اور ایک کا دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا جایز نہ سمجھے ایسا شخص اجماع اہل زمانوں کا مخالف ہے اور صحابہ کا

© rasailojaraid.com

زیادہ بحث وسوالات کی کچھ ضرورت نہین ہے - اس مجمل جواب سے آپکے جملہ خدشات جو آپ نے ظاہر کئے ہین یا جو آپ کے خیال مین ہین رفع ہو سکتے ہین تاہم بپاسخاطر جناب آپکے بعض سوالات اپنی عبارت مین نقل کرکے اُنکے جوابات تحریر کرتا ہون -

سوال اول - متعلمون کے لئے اجتہاد ناجایز ہے اور وہ نیز سوال اہل علم واجب ہے تو پھر انکے لئے ترک تقلید کب متصور ہے -

جواب - عوام اور متعلمون کے لئے ترک مطلق تقلید کا کوئی قایل نہین بجز حافظ ابن حزم ظاہری جنکا قول جمہور علماے اسلام کے نزدیک مسلم نہین (دیکھو حجۃ اللہ البالغہ)*

*حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین ابن حزم کا قول مذکور کہ تقلید حرام ہے

ولیس محل ای قول ابن حزم التقلید حرام الخ فیمن لا یدین الا بقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعتقد حلالا الا ما احلہ اللہ ورسولہ ولا حراما الا ما حرمہ اللہ ورسولہ لکن لما لم یکن لہ علم بما قالہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا بطریق الجمع بین المختلفات من کلامہ ولا بطریق الاستنباط من کلامہ اتبع عالما راشدا علی انہ مصیب فیما یقول ویفتی ظاہرا متبع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان خالف ما یظنہ اقلع من ساعتہ من غیر جدال ولا

اس شخص کے حق مین نہیں ہے جو آنحضرت ہی کے قول کا مطیع کہلاوے اور اس چیز کو حلال یا حرام سمجھے جسکو خدا ورسول نے حرام ٹھہرایا ہے مگر اسکو کسی مسئلہ مین قول نبوی کا علم نہ ہو یا آنحضرت کے مختلف اقوال کو وہ باہم متفق نہ کرسکے یا اوس قول سے وہ استنباط مسایل نہ کرسکے تو اس وقت کسی مجتہد کی تقلید کرلے اور جب اسکا قول قول آنحضرت کے مخالف معلوم ہو تو اوسکو فوراً چھوڑ دے -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(عقد الجید حضرت شاہ ولی اللہ و فتوحات مکیہ وغیرہ - اور خواص وقت کے بعض علما نے کہا ہے کہ عوام کا علماء سے کتاب وسنت کا حکم پوچھکر اسپر عمل کرنا

اِضرار فهذا كيف ينكره احد مع ان الاستفتاء والافتاء لم يزل بين المسلمين من عهد النبي صلعم ولا فرق بين ان يستفتي هذا دائما او يستفتي هذا حينا وذلك حينا بعد ان يكون مجمعا على ما ذكرناه - عقد الجید ص ۱۲

ایسی تقلید سے کسیکو انکار نہیں ہے ایسی تقلید آنحضرت کے عہد سے متوارث چلی آئی ہے - ایسی تقلید ہمیشہ کے لئے ایک شخص کی ہو یا کبھی کسی کی ہو کبھی کسیکی - اسمیں آپس میں کوئی فرق نہیں ہے

اور آپ نے فرمایا ہے منجملہ اسباب تحریف دین ایک غیر معصوم کی تقلید ہے

ومنها التقليد غير المعصوم اعني غير النبي الذي ثبتت عصمته وحقيقته ان يجتهد واحد من علماء الامة في مسئلة فيظن متبعوه انه على الاصابة قطعا او غالبا فيردوا به حديثا صحيحا وهذا التقليد غير ما اتفق عليه الامة المرحومة فانهم اتفقوا على جواز التقليد للمجتهدين مع العلم بان المجتهد يخطئ ويصيب مع الاستشراف لنص النبي صلى الله عليه وسلم في المسئلة والعزم على انه اذا ظهر حديث صحيح خلاف ما قلد فيه ترك التقليد واتبع الحديث

حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۲۷ [illegible]

جسکی صورت یہ ہے کہ ایک مجتہد کسی مسئلہ میں اجتہاد کرے اور اس کے پیرو یہہ سمجھکر کہ وہ معصوم ہے جو کہتا ہے یقینًا یا غالبًا درست کہتا ہے قول مجتہد کی مخالف حدیث کو رد کردیں یہہ تقلید وہ نہیں ہے جس کے جواز پر اتفاق و اجماع امت ہو چکا ہے - اُس جائز تقلید کی یہی صورت ہے کہ مقلد قول مجتہد کو خطا و صواب دونوں کا محتمل سمجھ کر اسکی تقلید کرے اور حدیث و آیۃ کا متلاشی رہے اور یہہ قصد مصمم رکھے کہ جب اس قول کے مخالف کوئی حدیث معلوم ہو گئی تو اس قول کو چھوڑ دیگا اور اس حدیث پر عمل کرونگا -

© rasailojaraid.com

تقلید نہیں ہے بلکہ اتباع ہے۔ یہہ ایک اصطلاح یا لفظی نزاع ہے جسکو وہ اتباع
کہتے ہین اسی کا دوسرے علماء تقلید نام رکھتے ہین کیونکہ تقلید بے دلیل بات ماننے کا

اور آگے ارشاد فرمایا ہے۔ تقلید کے دو قسم ہین واجب اور حرام۔

اعلم ان تقليد المجتهد على وجهين
واجب وحرام فاحدهما من اتباع الرواية
ولو دلالة تفصيله ان الجاهل بالكتاب
والسنة لا يستطيع بنفسه التتبع ولا
الاستنباط فكان وظيفته ان يسأل
فقيها ما حكم رسول الله صلعم في مسئلة
كذا وكذا فاذا اخبر اتبعه سواء كان
ماخوذا من صريح نص او مستنبطا منه
او مقيسا على المنصوص فكل ذلك راجع الى
الرواية عنه صلى الله عليه وسلم ولو دلالة
وهذا قد اتفقت الامة على صحته قرنا بعد
قرن بل الامم كلها اتفقت على مثله في
شرائعهم وامارة هذا التقليد ان
يكون عمله بقول المجتهد كالمشروط
بكونه موافقا للسنة فلا يزال متفحصا
من السنة بقدر الامكان فمتى ظهر حديث
يخالف قوله نبذه واخذ بالحديث ××
والوجه الثاني ان يظن بالفقيه انه بلغ الغاية

واجب جو در حقیقت روایت کی پیروی
ہوتی ہے اجسکی یہہ صورت ہے کہ
ایک شخص قرآن و حدیث سے بیخبر ہے
اپنے آپ قرآن و حدیث سے مسئلہ نکال
نہین سکتا اسکا یہی کام ہے کہ وہ کسی
مجتہد سے یہہ سوال کرے کہ اس مسئلہ
مین خدا و رسول کا کیا حکم ہے جب وہ
اسکو حکم بتاوے صریح نص سے معلوم ہو
خواہ اس سے استنباط کیا گیا ہو تو وہ
اسکی پیروی کرے اس تقلید کا رجوع بیدا
حضرت رسالت کیطرف ہی اور اس کے
صحیح ہونے پر ہر زمانہ کا اتفاق چلا
آیا ہے اسکی علامت یہہ ہے کہ مجتہد کے
قول پر اسکا عمل اس شرط سے مشروط
ہو کہ وہ مخالف سنت نہ ہو اور جب اس
قول کے مخالف حکم سنت سے ثابت
ہو تو اس قول کو وہ چھوڑ دے اور
سنت یا حدیث پر عمل کرے

© rasailojaraid.com

نمبر

نام ہے اور عامیوں کے عمل و اتباع میں یہی امر وقوع میں آتا ہے۔ عامی کو جو حکم کتاب و سنت کا علماء ثقات سے معلوم ہوتا ہے۔ اسکو دہلوں ... بلا دلیل مان لینا ہے

القصوى فلا يمكن ان يخطي فمهما بلغه حديث صحيح صريح يخالف مقالته لم يتركه او ظن انه لما قلده كلفه الله بمقالته وكان كالسفيه المحجور عليه فان بلغه حديث واستيقن بصحته لم يقبله لكون ذمته مشغولة بالتقليد فهذا اعتقاد فاسد وقول كاسد ليس له شاهد من النقل والعقل وما كان احد من القرون السابقة يفعل ذلك۔

(عقد الجید مطبوعہ دہلی صفحہ ۵۲)

حرام تقلید یہہ ہے کہ ایک شخص سے خطا کا ناممکن ہونا گمان کر کے اسکی تقلید کرے اور اس کے مخالف حدیث معلوم ہونے پر بھی اسکی تقلید نہ چھوڑے یا یہہ سمجھے کہ جب ہمنے اسکی تقلید کی تو سفیہ ہو گئے جسکا کوئی تصرف نافذ نہیں ہوتا۔ یہہ برا عقیدہ ہے اور کھوٹی بات ہے جس پر نقل و عقل سے کوئی شہادت پائی نہیں جاتی۔ ایسی تقلید پہلے زمانہ میں کوئی شخص نہ کرتا تھا۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی قدس سرہ فتوحات مکیہ کے فاتحہ میں فرماتے ہیں

وصية۔ الذي اوصيك به ان كنت عالماً فحرام عليك ان تعمل بخلاف ما اعطاك الله دليلك و يحرم عليك تقليد غيرك مع تمكنك من حصول الدليل فان لم تكن في هذه الدرجة وكنت مقلداً فاياك ان تلتزم مذهباً بعينه

میں فرماتے ہیں۔ لیکن تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اگر تو عالم ہے تو تجھے اس دلیل (آیہ یا حدیث) کے جسکا علم خدا نے تجھے دیا ہے مخالف قول پر عمل کرنا اور اسمیں کسیکا مقلد ہو جانا حرام ہے اور اگر تو اس رتبہ میں نہیں ہے اور تو مقلد ہے تو پھر ایک مذہب کو لازم پکڑ لینے سے بچنے

© rasailojaraid.com

جو عرفاً تقلید کہلاتی ہے۔ کسی عامی کو کوئی عالم اگر یہہ بھی کہدے کہ یہہ مسئلہ حدیث یا قرآن میں یون آیا ہے۔ تب بہی وہ اسکے قول کو بے دلیل تسلیم کر لیتا ہے کیونکہ اس مسئلہ کی دلیل آیہ یا حدیث کا علم اس کو حاصل نہیں ہوتا اور اگر کوئی عالم اسکو

بل اعمل کما امرك الله وھو ان تسال اهل الذکر ان کنت لا تعلم و اهل الذکر هم العلماء بالکتاب و السنة واطلب رفع الحرج فی نازلتك ما استطعت واسئل عن الرخصة فی ذلك حتی تجدها فان الله یقول ما جعل علیکم فی الدین من حرج وان قال لك المفتی هذا حکم الله او حکم رسوله فی مسئلتك فخذ به و ان قال لك هذا رای فلا تاخذ به وسئل غیره۔

(فتوحات مکیہ و معیار صفحہ ۱۲۸)

فرض ٹہرا لیئے ہے بچیو۔ اور کتاب اللہ و حدیث کے جاننے والون سے یون سوال کر لو کہ فلان مسئلہ مین قران و حدیث کا کیا حکم ہے پہر مفتی اگر تیرے جواب مین یہہ کہے کہ یہہ خدا اور رسول کا حکم ہے تو تو اسپر عمل کر۔ اور اگر وہ کہے کہ یہہ میری رائے ہے تو تو اسپر عمل نہ کر اور دوسرے سے کتاب اللہ و سنت کا حکم پوچھ لے

حضرت شاہ صاحب اور شیخ محی الدین ابن عربی کے کلام مذکور مین ابن معیلم سائل کو جو علماء سے حکم کتاب و سنت پوچھکر اس پر عمل کرے مقلد کہا ہے ایسا ہی عقد الفرید مین ملا حسن شرنبلالی نے اور شرح تحریر مین ابن امیر الحاج نے اور مغتنم الحصول مین فاضل قندہاری نے علماء کی طرف رجوع کرنے کو تقلید کہا ہے فاضل قندہاری نے امام الحرمین سے نقل کیا ہے

حقیقة التقلید العمل بقول من لیس قوله احدی الحجج الاربعة الشرعیة

© rasailojaraid.com

آیۃ قرآن یا حدیث پڑھکر بھی سناوے یا طوطے کی طرح یاد کراوے - تب بھی وہ آیہ یا حدیث کے معنے اور حدیث کی صحت تسلیم کرنے مین اس عالم کا مقلد کہلاتا ہے کیونکہ نہ کسی دلیل سے یہہ نہین جانتا کہ آیہ یا حدیث کے وہ معنے جو اس عالم نے اسکو بتائے

بلا حجۃ منہا فلیس الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاجماع من التقلید (ان کلا منہما حجۃ شرعیۃ الی ان قال نقلا عن الحاوی القدسی لکن سمی رای تقلید النبی صلی اللہ علیہ وسلم) تقلیدا عرفیا - (عقد الفرید صفحہ ۱۶) لکن العرف علی ان العامی مقلد للمجتہد قال امام الحرمین وعلیہ معظم الاصولیین وقال الغزالی والامدی وابن الحاجب ان سمی الرجوع الی الرسول والاجماع والمفتی والی الشہود تقلیدا فلا مشاحۃ (مختصر الحصول صفحہ ۳)

کہ اکثر اصولی اسی پر ہین اور امام غزالی اور آمدی اور ابن حاجب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع یا مفتی یا گواہون کیطرف رجوع کرنیکا نام تقلید رکہا جاوے تو کوئی مضایقہ نہین - ان عبارات محدثین و فقہا و اصولیین کو اس وقت کے اہلحدیث جو تقلید کے نام سے چونکتے ہین حوصلہ کے ساتھ ملاحظہ فرماوین اور اس لفظ سے گہبرانا چہوڑ دین جسکو وہ اتباع و پیروی کہتے ہین - اسیکو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب و شیخ محی الدین وغیرہ مسلما تقلید کہہ چکے ہین وہ لوگ شوق سے اسکو اتباع کہین - مگر کوئی اسکو تقلید کہے تو وہ اس سے کیون ڈرتے اور گہبراتے اور اپنے مخالفون پر تائید کر رہے ہین کہ علم وقول علماء سے اسکو مس نہین ہے - لفظی نزاع اہل علم کی شان نہین ہے اس زمانہ کے اہلحدیث چونکہ اکثر علم سے عاری ہین وہ تقلید کے لفظ مین بہت بحث و نزاع کرتے - انہی حضرات کی نہایش کے لئے یہہ بات جتائی گئی ہے خدا تعالی انکو توفیق فہم عطا کرے -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں کیونکہ صحیح ہین - اور اس حدیث کی صحت کیونکہ ثابت ہے لہذا اسکی یہہ

تسلیم بلا دلیل تسلیم ہے جو تقلید کہلاتی ہے گو اوسکو کوئی تقلید نہ کہے اتباع نام رکھے

امام شوکانی علیہ الرحمہ نے جو فرمایا ہے کہ تقلید کسی کی راے کی پیروی کا نام ہے

نہ اسکی روایت کی پیروی کا یہہ ہمارے اس بیان کا موید ہے نہ مخالف - کیونکہ جن

امور میں عوام علماء کی پیروی کرتے ہین اُن کا اکثر حصہ راے ہے نہ روایت - روایت

صرف وہ الفاظ حدیث ہین جو قال قال سے بیان کئے جاتے ہین - ان الفاظ

کے معانی دقیق کا بیان کرنا راے سے ہوتا ہے انکی صحت و سقم کا اظہار راے سے

جن کا اتباع راے کا اتباع ہے -

ہمارے ریویو رسالہ قول متین بیں بصفحہ ۲۱۶ نمبر ۸ جلد ۸ اشاعۃ السنہ مین جو دعوے

کیا گیا ہے کہ محدثین کا اتباع ان امور مین جو نقل اور واقعات کے متعلق ہیں تقلید نہین

ہے بلکہ اتباع دلیل ہے - وہ بھی اس بیان

کے مخالف نہین ہے یہہ بیان عوام و جہلا کے حقین مین ہے

اور وہ دعوی علماء کے حقین جن کے اوصاف مین بیان ہوا ہے کہ وہ تسلیم معانی لغویہ

مین اہل لغت پیروی کرتے ہین فہم معانی شرعیہ مین قواعد اصول فقہ سے استمداد

کرتے ہین و علی ہذا القیاس - ان ہی علماء کے حقین پہلے تقلید کو بنا بر تنزل تسلیم کیا ہے

پھر ان ہی کے حق مین مقلد نہ ہونے کا دعوے کیا گیا ہے

سوال دوم - موجودہ علماء کے قول پر اعتماد اور ان کا اتباع جایز ہے تو تقلید

مجتہدین سے جو علماء وقت سے افضل ہین دست کشی کیون ہے ؟

الجواب تقلید مجتہدین سے کوئی اس وقت دست کشی نہین کر سکتا - عامی

مین تو وہ بواسطہ علمائے وقت مجتہدین کی تقلید کر رہے ہیں - علماے وقت کیطرف

ان کا رجوع کرنا بعینہ اُن مجتہدین کیطرف رجوع کرنا ہے جن کے پیرو و مقلد وہ علماء ہین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرق صرف اتنا ہے کہ وہ بلا واسطہ علماء وقت نہ اقوال یا اصول مجتہدین کیطرف رجوع کر سکتے ہین نہ بلا واسطہ مجتہدین کی طرف وہ منسوب ہو سکتے ہین - اسی نظر سے کہا گیا ہے "العامی لا مذھب لہٗ - انما مذھبہ مذھب مفتیہ"* اب رہے علماے وقت سو بہت سے مسایل فرعیہ و قواعد اصولیہ ہین جن کے دلایل وہ نہین جانتے مجتہدین فقہا کے مقلد ہین اور حدیث کی صحت اور ضعف ان لینے مین تو اُن کا مقلد ہونا تو ظاہر ہی ہے

سوال سوم - بہت سا حصہ احادیث کا ایسا ہے جسکا ظاہر معمول بہ نہین اور اسکی

*شرح تحریر ابن ہمام مین ابن امیر الحاج نے کہا ہے - کہتے ہین کہ عامی کا کوئی مذہب نہین ہے کیونکہ مذہب تو اسکا ہوتا ہے جس کو مذہب مین نظر و بصیرت حاصل ہو اور کتب مذہب کو پڑھ کے اور امام کے فتوے کو پہچان لے اور جو ایسا نہ ہو اور یون ہی کہدے کہ مین حنفی المذہب ہون یا شافعی المذہب ہون تو وہ ایسا ہے جیسا کوئی شخص کہدے کہ مین نحوی یا مجتہد ہون ایسا ہی ابن العابدین رد المختار حاشیہ در مختار مین کہا ہے اُن کے قول کا ترجمہ بعینہ وہی ہے جو عبارت شرح تحریر کا ترجمہ کیا گیا ہے

بل قیل لا یصح - للعامی مذھب لان المذھب لا یکون الا لمن لہ نوع نظر و بصیرۃ بالمذھب او لمن قرأ کتابا فی فروع المذھب و عرف فتاوے امامہ و اقوالہ و اما من لم یتاھل لذلک بل قال انا حنفی انا شافعی لم یصر من اھل ذلک المذھب بمجردہ ھذا کما لو قال انا فقیہ و نحوی لم یصر فقیہا او نحویا - (شرح تحریر و معیار ۳۵۳) و ایضا قالوا العامی لا مذھب لہ بل مذھبہ مذھب مفتیہ و عللہ فی شرح التحریر بان المذھب انما یکون لمن لہ نوع نظر و استدلال و بصر بالمذاھب علی حسبہ او لمن قرأ کتابا فی فروع ذلک المذھب و عرف فتاوے

[illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعمیل و استدلال مین تاویل و اجتہاد کا بڑا دخل ہے ان احادیث کے عمل و استدلال کے وقت علما اپنے اجتہاد سے کام لین مجتہدین سابقین کی طرف رجوع نہ کرین تو اس مین ترجیح مرجوح لازم آتی ہے کیونکہ مجتہدین سابقین بالیقین علم و فہم و دیانت و استقامت مین علمائے وقت سے بدرجہا راجح تھے۔ اور اگر مجتہدین سابقین کی طرف رجوع کرین تو اس سے تقلید مجتہدین ثابت ہوتی ہے جو دعوے ترک تقلید کے مخالف ہے *

الجواب اس قسم کی احادیث پر عمل و استدلال کے وقت مستدل کو (اگر وہ استدلال کا اہل # ہے) اختیار ہے کہ اپنے فکر و اجتہاد سے کام لے خواہ مجتہدین سابقین کیطرف رجوع کرے۔ یہہ دونون عمل خیر القرون ## مین پائے گئے اور سلف صالحین سے مروی

یعنے ملکہ استنباط رکہتا ہو۔ اس ملکہ کی شرح اور اس اجتہاد کی شرائط کی تفصیل جلد سوم ضمیمہ اشاعۃ السنہ ۸۲ مین ہو چکی ہے۔ ظواہر نصوص پر عمل و استدلال اس قسم سے نہین ہے اسکی شرط ضمیمہ ۲ جلد اول مین بیان ہوئی ہے

اس امر کی تفصیل حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ مین کی ہے جسکی نقل ہمارے ضمیمہ نمبر (۸۰۹) جلد ا مین موجود ہے اس مقام مین آپکے چند فقرات عربیہ نقل کرتے ہین آپ فرماتے ہین اعلم انہ کان من العلماء فی عصر سعید بن المسیب و ابراھیم والزہری و فی عصر مالک سفیان و بعد ذالک قوم یکرھون الخوض بالرای و یھابون الفتیا والاستنباط الا لضرورۃ لا یجدون منہا بدا وکان اکبر ھمہم روایۃ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم × × × × × کان عندھم انہ اذا وجد فی المسئلۃ قران ناطق فلا یجوز التحول منہ الی غیرہ واذا کان القران محتملا لوجوہ فالسنۃ قاضیۃ علیہ فاذا لم یجدوا فی کتاب اللہ اخذوا بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواء کان مستفیضا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں حجۃ اللہ البالغہ اور جلد دوم ضمیمہ اشاعۃ السنۃ میں اسکی تفصیل موجود ہے
ان دو نوں میں سے عمل دوم پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ
تقلید مذموم نہیں محمود ہے اور یہ سلف صالحین کا عمل ہے جو خیر القرون میں پایا
گیا ہے ۔ ایسی تقلید کے ترک کا دعوی اہل حدیث ہونے کو لازم نہیں ہے ـ

دائرا بین الفقہاء او یکون مختصا باھل بلد او اھل بیت او بطریق خاص
وسواء عمل بہ الصحابۃ والفقہاء او لم یعملوا بہ ومتی کان فی المسئلۃ
حدیث فلا یتبع فیہا خلافہ اثر من الآثار ولا اجتہاد احد من المجتہدین واذ
افرغوا جہدھم فی تتبع الاحادیث ولم یجدوا فی المسئلۃ حدیثا
اخذوا باقوال جماعۃ من الصحابۃ والتابعین ولا یتقیدون بقوم دون
قوم ولا بلد دون بلد کما کان یفعل من قبلہم فان اتفق جمہور
الخلفاء والفقہاء علی شیء فھو المقنع وان اختلفوا اخذوا بحدیث اعلمہم
علما واورعہم ورعا او اکثرھم ضبطا او ما اشتہر عنہم فان وجدوا
شیئا یستوی فیہ قولان فہی مسئلۃ ذات قولین فان عجزوا عن ذلک
ایضا تاملوا فی عمومات الکتاب والسنۃ وایماءاتہما واقتضاءاتہما
وحملوا نظیر المسئلۃ علیہا فی الجواب اذا کانتا متقاربتین بادی الرأی

× × × × × × × × × × × × × × وکان بازاء
ھؤلاء فی عصر مالک وسفیان وبعدھم قوم لا یکرھون المسائل ولا
یہابون الفتیا ویقولون علی الفقہ بناء الدین فلا بد من اشاعتہ ویہابون
روایۃ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والرفع الیہ حتی قال
الشعبی علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم احب الینا فان کان فیہ
زیادۃ او نقصان کان علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابراہیم

© rasailojaraid.com

اور جو اعتراض عمل اول پر وارد کیا گیا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ مجتہدین سابقین کا
علم و فہم و دیانت و استقامت میں راجح ہونا مسلم ہے - مگر ان کا علم و فہم دوسرے کسی مثل
کے لیئے (گو علم و فہم میں ان سے کم ہو) شرعی حجت نہیں ہے اور نہ اسکی پابندی
اسپر واجب ہے - خدا تعالی نے ہر ایک اہل الراے پر اسکی فہم کے مطابق عمل کرنا واجب
کیا ہے اور جس کو جس قدر دیا ہے اس سے زیادہ کا خراج طلب نہیں کیا لہذا کم فہم
مستدل اپنے فہم پر عمل کرسکتا ہے اور اس عمل کے سبب اسپر یہہ گمان نہیں ہو سکتا کہ

اقول قال عبد الله وقال علقمة احب الينا وكان ابن مسعود اذا حدث عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم تربد وجهه وقال هكذا او نحوه هكذا او نحوه
وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار الى الكوفة انكم تاتون الكوفة فتاتون
قوما لهم ازيز بالقرآن فياتونكم فيقولون قدم اصحاب محمد قدم
اصحاب محمد فياتونكم فيسالونكم عن الحديث فاقلوا الرواية عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال ابن عون كان الشعبي اذا جاءه شيء اتقى
وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج هذه الآثار الدارمي فوقع تدوين
الحديث والفقه والمسائل من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك
انه لم يكن عندهم من الاحاديث والآثار ما يقدرون به على استنباط
الفقه على الاصول التي اختارها اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم
للنظر في اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها واتهموا انفسهم
في ذلك وكانوا اعتقدوا في ائمتهم انهم في الدرجة العليا من
التحقيق وكان قلوبهم اميل شيء الى اصحابهم × × × × × ×
فمهدوا الفقه على قاعدة التخريج وذلك ان يحفظ كل احد كتاب
من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال القوم واصحهم نظرا في الترجيح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ اپنے فہم کو فہم سابقین پر ترجیح دیتا ہے۔ خصوصًا اس حالت مین کہ وہ صاف یہہ کہہ رہا ہو کہ مجتہدین سابقین بڑے۔ اُن کا علم و فہم بڑا۔ مین چھوٹا میرا علم ناقص

فيتامل فی کل مسئلہ وجہ الحکم فکلما سئل عن شیئ او احتاج الی
شیئ رای فیما یحفظہ من تصریحات اصحابہ فان وجد الجواب فیہا
والا نظر الی عموم کلامہم فاجراہ علی ہذہ الصورۃ او اشارۃ ضمنیۃ
لکلام فاستنبط منہا وربما کان لبعض الکلام ایماء او اقتضاء یفہم المقصود
وربما کان للمسئلۃ المصرح بہا نظیر یحمل علیہا وربما نظروا فی علۃ الحکم
المصرح بہ بالتخریج او بالیسر والحذف فاداروا حکمہ علی غیر المصرح بہ
وربما کان لہ کلامان لو اجتمعا علی ہیئۃ القیاس الاقترانی او الشرطی
انتجا جواب المسئلۃ وربما کان فی کلامہم ما ہو معلوم بالمثال والقسمۃ
غیر معلوم بالحد الجامع المانع فیرجعون الی اہل اللسان ویتکلفون
فی تحصیل ذاتیاتہ وترتیب حد جامع مانع لہ وضبط مبہمہ وتمییز
مشکلہ وربما کان کلامہم محتملا بوجہین فینظرون فی ترجیح احد المحتملین
وربما یکون تقریب الدلائل خفیا فیبینون ذلک وربما استدل بعض
المخرجین من فعل ائمتہم وسکوتہم ونحو ذلک فہذا ہو التخریج ویقال
لہ القول المخرج لفلان کذا ویقال علی مذہب فلان او علی اصل فلان
او علی قول فلان جواب المسئلۃ کذا وکذا ویقال لہؤلاء المجتہدون
فی المذہب"۔ حجۃ اللہ البالغۃ صفحہ ۱۵۲ وغیرہ

ان فقرات کا ترجمہ ہمنے اسلیئے نہین کیا ہے کہ ہمارے ضمیمجات نمبر ۸ و ۹
و ۱۰ جلد اول مطبوعہ ۱۸۸۸ء مین پوری عبارتنا کے ضمن مین ان کا ترجمہ
ہو چکا ہے ناظرین اُن ضمیمہ جات اور ضمیمہ نمبر ۱ جلد ۱ کا صفحہ ۸۴ و ۸۷ وغیرہ

© rasailojaraid.com

وفہم کوتاہ مگر مین اپنے فہم پر عمل کرنے کا مامور ہون - سابقین کا فہم عالی اور علم واسع میرے لئے واجب العمل اور حجت شرعیہ نہین ہے -

کو ملاحظہ فرمائیں گے تو پورا حظ اٹھائینگے - ان ضمیمجات کا ملاحظہ ان نیک گمان دوستون کے لئے ازبس ضروری ہے - جو ایڈیٹر اشاعۃ السنہ پراب تجدید وتبدیل خیالات کا گمان رکھتے ہین اور وہ یہہ نہین جانتے کہ اڈیٹر اشاعۃ السنہ اس سے نوبرس پہلے ضمیمجات میں یہی خیالات ظاہر کرچکا ہے - نوبرس کیا زمانہ تالیف معیار و منح الباری مین اسکے یہی خیالات تھے - ہم الضماف کا خون کرتے ہین کہ بلا مزعت اسکے تالیفات سابقہ کے اسپر تجدید خیالات کا گمان رکھتے ہین ٭

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے کلام مین جو بیان ہوا ہے کہ سلف مین ایسے لوگ بھی گذرے ہین جو احادیث رمحل اجتہاد کے) نقل و استدلال سے توقف کرتے اور تقلید سابقین اور تخریج اقوال متقدمین مین مصروف رہتے - اس کی تائید کلام فقہاء مذہب حنفی مین بھی پائی جاتی ہے

قال فی مطالب المومنین التقلید انواع ثلثۃ - تقلید واجب[۱] وتقلید جائز[۲] وتقلید مذموم[۳] - اما الواجب فتقلید الانبیاء علیہم السلام - ولیس ہذا التقلید فی الحقیقۃ بل عمل بالدلیل لان قولہم حجۃ وکذا التقلید الائمۃ الماضین فیما اجمعوا علیہ واجب وہو ایضا	چنانچہ مطالب المومنین مین فرمایا ہے تقلید تین قسم ہے تقلید[۱] واجب تقلید[۲] جائز تقلید[۳] مذموم تقلید واجب انبیاء علیہم السلام کی تقلید ہے اور یہہ درحقیقت تقلید نہین ہے بلکہ یہہ عمل بدلیل ہے کیونکہ انبیا علیہم السلام کا قول ایک شرعی دلیل ہے ایسی تقلید ایمہ سابقین ان اقوال مین جنپر

© rasailojaraid.com

—— جن لوگون نے اہل الرائے ہو کر عمل دوم اختیار کیا ہے اور فہم مجتہدین سابقین کا اتباع اختیار کیا ہے انہون نے بھی اپنے واجب العمل فہم کو محض بیکار نہیں چھوڑا

لیس بتقلید فی الحقیقة فان اجماعهم حجة وکذا التقلید العامة للعلماء فی فروع الدین واجب عند الفقهاء ولیس بتقلید فی الحقیقة لانهم لا یقولون الا عن دلیل۔ واما التقلید الجائز فتقلید العلماء للفقهاء فی فروع الدین واصوله جائز عند ابو حنیفة ولیس بواجب وعند ابی یوسف ومحمد لا یجوز هذا التقلید لان التقلید انما یجوز بقدر الحاجة ولا حاجة لان العالم یقدر ان یتامل لیقف علی الدلیل فلا حاجة الی التقلید فلا یجوز۔ وجه قول ابی حنیفة هو ان یجب التقلید لما انه لا حاجة الیه فانه یقدر علی ان یتامل لیقف علی حکم الحادثة فلا یجب التقلید ولکن یجوز متی تعارضت الادلة فاشتبهت علیه الدلائل فیحتاج الی التقلید غیره

سب کا اتفاق ہے یہ بھی تقلید نہیں ہے کیونکہ اتفاق بھی ایک شرعی دلیل ہے ایسی ہی علما کی تقلید عوام کے لئے مسائل فرعیہ مین ہے یہ بھی فقہا کے نزدیک واجب اور وہ درحقیقت تقلید نہیں ہے کیونکہ علماء کے اقوال با دلائل ہوتے ہین گو وہ اسکو ظاہر نہ کرین (لہذا یہ تقلید حقیقۃً ان دلائل کی تقلید ہے) جائز تقلید یہ ہے کہ علماء وقت مجتہدین کی تقلید کرین یہ تقلید امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے واجب نہیں ہے اور امام محمد و ابو یوسف اس کو جائز بھی نہیں جانتے انکی دلیل عدم جواز پر یہ ہے کہ تقلید بقدر حاجت و ضرورت جائز ہوتی ہے اور عالم خود دلائل مین فکر و تامل کر سکتا ہے لہذا اسکو تقلید کی حاجت نہیں ہے ۔ امام ابوحنیفہ اس تقلید کے واجب نہ ہونے پر یہی دلیل پیش کرتے ہین جو صاحبین

© rasailojaraid.com

اُن کے فہم نے ان کو بھی سکھایا اور بتایا ہے کہ خیر و برکت سابقین ہی کے اتباع میں ہے -

وکذا اذا لم یشتبه الدلایل ولم یتعارض یجوز لما التقلید لانه لیس بتقلید فی الحقیقة ولا ینبغی لعالم ان یقلد عالما بل یتامل فی الدلائل حتی یقف واما التقلید المذموم فهو تقلید الآباء الجهال للجهال وکذا تقلید الانسان غیره فی مقابلة الادلة فهذا التقلید مذموم لان التقلید عند وجود الدلائل اللائحة والبراهین الواضحة لایجوز کذا فی کفایة الاصول لمجد الائمة السرخسی رح

(تنبیه الوسنان بتنزیه القرآن مختصرًا للشیخ اشرف بن طیب بن تقی الدین بن عبد الحی)

نے پیش کی ہے اور اس کے جواب پر یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ جب دلایل (آیات واحادیث) مین تعارض ہوتا ہے تو ان مین اشتباہ واقع ہو جاتا ہے لہذا اس اشتباہ کے رفع کرنے کے لئے دوسرے (مجتہد) کی تقلید کرنی پڑتی ہے دلایل مین اشتباہ نہ ہی ہو تو تقلید جایز ہے کیونکہ وہ درحقیقت تقلید نہین ہے ہان ایک عالم کو دوسرے عالم کی (یعنے جو مجتہد نہو) تقلید مناسب نہین اسکو چاہئے کہ خود دلایل مین تامل کرے تقلید مذموم یہہ ہے کہ ایک جاہل دوسرے جاہل کی تقلید کرے یا کوئی اہل علم دلایل کے مقابلہ مین دوسرے اہل علم کی تقلید کرے یہہ تقلید اس لئے بری ہے کہ روشن دلایل اور واضح براہین کے ہوتے تقلید جایز نہین ہے - ایسا ہی مجد الائمہ سرخسی کی کی کتاب محیط مین ہے" یہ عبارت مطالب المومنین کے کتاب تنبیہ الوسنان مین ہمنے پائی اور باختصار نقل کی ہے +

© rasailojaraid.com

سوال چہارم - چارون مجتہدین کے مسایل مذہب یکسان کچھ نہ کچھ اصل رکھتے ہین - بے اصل محض کوئی مسئلہ نہیں ہے تو پھر تقلید مذہب معین مین کیا نقصان ہے اور اس مین اور تقلید غیر معین مین کیا فرق ہے ؟

الجواب چارون اماموں کے مسائل کا کچھ نہ کچھ اصل رکھنے مین یکسان ہونا ہی بلا وجہ تعیین مذہب معین سے مانع ہے - اور اس مین نقصان یہہ ہے کہ بعض مواقع مین مقلد اپنے مذہب کے بعض مسایل پر عمل نہین کرسکتا اور وہ اپنے اِس التزام کے سبب دوسرے مذاہب کے مسایل پر عمل کرنے پر بھی قادر نہین ہوتا اِس وجہ

وکان ابن حزم یقول جمیع ما استنبطہ المجتہدون معدود من الشریعۃ وان خفی دلیلہ علے العوام ومن انکر ذلک فقد نسب الائمۃ الی الخطاء وانہم یشرعون مالم یاذن بہ اللہ و ذلک ضلال من قائلہ عن الطریق والحق انہ یجب اعتقاد انہم لولا راوا فی ذلک دلیلا ما شرعوہ ... فان اعتقادنا ان سائر الائمۃ علی ہدی من ربہم فی جمیع اقوالہم وما ثم الا قریب من عین الشریعۃ واقرب وبعید وابعد بحسب طول السند وقصرہ

میزان شعرانی صفحہ ۳۱

یہ امر کسیکو مستبعد معلوم ہو تو وہ امام شعرانی کی کتاب المنہج المبین فی بیان ادلۃ مذاہب المجتہدین اور میزان کبریٰ کو مطالعہ کرے - امام صاحب میزان مین بصفحہ ۲۰ فرماتے ہین - امام ابن حزم فرمایا کرتے جو مسائل مجتہدون نے استنباط کیے ہین وہ شریعت سے شمار کیے جاتے ہین اگرچہ عوام کو انکے دلیل معلوم نہ ہو جو اس امر کا منکر ہے وہ آئمہ کو خطا وار کہتا ہے اور یہہ کہتا ہے کہ ائمہ نے اپنے طرف سے وہ دین نکالا ہے جسکا خدا نے حکم نہیں دیا ایسا کہنا قایل کی گمراہی ہے اور حق نسبت ائمہ یہہ اعتقاد ہے کہ اگر وہ مسائل کی دلیل نہ دیکھتے تو انکو احکام شرع ہر گز نہ ٹھہراتے - اور صفحہ ۳۱ مین فرماتے ہین ہمارا اعتقاد یہہ ہے کہ سبھی امام خدا کی

© rasailojaraid.com

سے بعض مسایل شریعت کا عمل بالکل اس سے فوت ہو جاتا ہے اور یہہ امر تقلید غیر معین میں وقوع نہیں ہوتا جب مقلد غیر ملتزم ایک مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل نہیں کر سکتا تو وہ اس باب میں دوسرے مذہب کے مسئلہ پر عمل کر سکتا ہے اور عمل شریعت بالکل اس کے ہاتھ سے نہیں جاتا۔ اسی نظر سے امام **شعرانی** نے میزان کبرے میں بصفحہ ۳ کہا ہے **لا یکمل للمؤمن العمل بالشریعۃ کلھا وھو متقلد بمذھب واحد** اس جواب سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص ایک مذہب کی تقلید کسی وجہ خاص سے کرے مثلاً اس مذہب کے مسایل کے دلایل اور ماخذ کو اپنے نزدیک دوسرے کے نزدیک نہ ہو) قوی یا محتاط پاوے (اور غالباً محدثین اور اصولیین وغیرہ ائمہ کا انتساب بمذاہب خاصہ صرف اسی وجہ سے ہوا ہے اور امام طحاوی۔ مغلطائی۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی۔ امام نووی امام قرطبی شیخ ابن تیمیہ حنبلی حافظ ابن القیم جیسے ائمہ اکابر نے اسیلئے حنفی شافعی حنبلی مالکی کہلایا ہے) یا ایک مذہب کو اختیار کرنے میں سہولیت مدنظر رکہی یا جملہ کتب و مسایل دیگر مذاہب پر اسکو اطلاع نہ ہو اور اس تخصیص کو وہ حکم شرعی نہ سمجہے اور بوقت ضرورت دوسری مذاہب کے احکام پر بہی عمل کر لیا کرے اور جن مسایل میں قوت ماخذ و دلایل جانب مخالف میں پاوے انہیں اپنے مذاہب کے اتباع سے دست بردار ہو جاوے (چنانچہ ائمہ مذکور میں سے وقوع میں آیا ہے) تو ایسے شخص کے لئے تقلید مذہب معین جایز و مبارک ہے اور اسمیں کوئی نقصان نہیں ہے اور اسمیں اور تقلید غیر معین میں کوئی فرق نہیں۔

سوال پنجم۔ ترک بعض احکام شریعت بصورت ترک تقلید اور عمل بالحدیث لازم آتا ہے جبکہ احادیث مختلفہ سے بعض احادیث پر عمل کیا جاتا ہے اور بعض کا عمل فوت ہوتا ہے

الجواب۔ جن احادیث کو موازنہ و مقابلہ و تحقیق سے چہوڑا جاتا ہے انکو بظن غالب احادیث نبوی نہیں سمجہا جاتا۔ لہذا انکے ترک عمل سے ترک عمل احکام شریعت لازم نہیں آتا اور بلا وجہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تقلید مذہب خاص مین چونکہ تحقیق و موازنہ نہین کیا جاتا اور نہ مقلد محض کی یہہ شان ہے کہ وہ تحقیق و موازنہ کرے لہذا اِس مین بعض مواقع پر بعض احکام کے ترک عمل مین ترک شریعت کا لازم آنا ایک لازمی امر ہے

سوال ششم - جملہ مذاہب مستند بآیات و احادیث ہین تو پھر اہل حدیث کے نزدیک ایمہ اربعہ کے مسایل کیون بے اعتبار ہین +

الجواب جملہ مسایل کسی مذہب* کو کوی اہل علم بے اعتبار نہین کہتا اور جو

*حنفی مذہب کی نسبت کسی نادان کو یہہ گمان ہے تو یہہ محض بہتان ہے حنفی مذہب تو مذاہب اہل سنت سے ایک بڑا وسیع مذہب ہے جسکی پیرو کروڑون اہل اسلام چلے آئے ہین جنہین ہزارون علمائے محدثین و فقہا و صدہا اولیا شامل و داخل ہین - ہم اگر کسی چھوٹے مذہب اہل بدعت خارجی معتزلہ وغیرہ کو دیکھتے ہین تو اسکے بہی سبہی مسایل کو مردود و بے اعتبار نہین پاتے ٭

یہہ مذاہب تو اسلامی کہلاتے ہین ہم اگر غیر اسلامی مذاہب ہنود و یہود و نصاری وغیرہ کو بچشم انصاف دیکھتے ہین تو ان مذاہب کے جملہ مسایل کو بے اعتبار نہین ٹھہرا سکتے - بہت سے مسایل ان مین ایسے پائے جاتے ہین جو حق ہین اور مسایل اسلام کے مطابق -

کوئی نادان اگر حنفی مذہب کے دس بیس سو دو سو مسایل کو اپنی تحقیق کی رو سے مخالف حدیث پاکر اسکے سبہی مسایل کو بے اصل سمجہلے تو یہہ اسکی بڑی بے انصافی اور غفلت ہے - وہ یہہ خیال نہین کرتا کہ ان مسایل مخالف حدیث کے مقابلہ مین مسایل موافق کتاب و سنت کی تعداد کس قدر ہے؟ یہہ سوچین تو وہ ہزار بلکہ لاکہہ ہین - اور نہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس مخالفت قلیلہ جزئیہ سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہے وہ اہل علم نہین ہے جاہل بے خبر ہے صرف بعض مسایل اور اسکے دلایل ہر ایک مذہب کو اس کا مخالف بے اعتبار سمجھتا ہے جیسا کہ بعض مسایل اپنے مذہب کو بھی نا قابل اعتبار خیال کرتا ہے اور اس امر سے کسی مجتہد کے مسایل مذہب کو خصوصیت نہین ہے۔

سوال ہفتم - احادیث متعارضہ مین تطبیق و توفیق اور احادیث کے تصحیح و تضعیف مین مجتہدین و فقہا کا اختلاف ہی اس مین غیر مقلد حق پر کس کو سمجھے اور کس فریق کا اتباع کرے - اور اس اتباع مین کیا تقلید لازم آئیگی ؟

اور کونسا مذہب حنبلی - مالکی شافعی بخاری وغیرہ خالی و بری ہے ؟

لہذا کوئی وجہ نہین ہے کہ اس جزئی اور قلیل مخالفت کی نظر سے ہم اہل مذہب اور اسکے جملہ مسایل کو مردود کہین اور اکثری اور کلی موافقت کی نظر سے مقبول قرار دین اور نہ اسکی کوئی وجہ ہے کہ اس جزئی اور قلیل مخالفت کی نظر سے صرف اسی ایک مذہب کو مردود قرار دین باقی مذاہب اسلامیہ سُنیہ کو باوجود اس مخالفت جزئی کے مقبول تسلیم کرین۔

ہمارے اس بیان مین کوئی شک ظاہر کرے تو ہم سے اس قسم کی جزئی مخالفت کا دوسری مذاہب کے مسایل مین ثبوت لے - اور جس قدر مسایل مخالفہ کسی مذہب کے وہ پیش کرے اس سے وہ چند (کم از کم) مسایل موافقہ پورے کر لے -

بالفعل ہم اسکی تفصیل کا سلسلہ ہلانا نہین چاہتے اور مسایل مذہب امام ابو حنیفہ کی نسبت امام شعرانی کے اقوال ہدیہ ناظرین کرتے ہین امام شعرانی میزان کبریٰ کے صفحہ ۶۸ مین فرماتے ہین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الجواب اِس صورتِ اختلاف مین صاحب بصیرت دلیل کا اتباع کرے اور جس جانب اختلاف کو دلیل کے نظر سے قوی سمجھے اوسکو حق پر اور جانب مخالف کو خطا پر سمجھے۔ سو بھی بظن غالب نہ بسبیل قطع یقین کیونکہ ایسے امور اجتہادیہ مین یقین کسی جانب نہین ہوتا اور جو عامی فاقد البصیرت ہو وہ جس فریق سے حسن ظن

فقد بان لك يا اخي مما نقلنا عن
الائمة الاربعة وغيرهم ان
جميع الائمة المجتهدين دائرون
مع الادلة الشرعية حيث دارت
وانهم كلهم منزهون عن القول
بالراي في دين الله وان مذاهبهم
كلها محررة على الكتاب والسنة
كتحرير الذهب والجوهر وان اقوالهم
كلها ومذاهبهم كالثوب المنسوج
من الكتاب والسنة سدا ولحمة
منهما وما بقي لك عذر في التقليد
لاي مذهب شئت من مذاهبهم
فانها كلها طرق الى الجنة كما سبق
بيانه اواخر الفصل قبله وانهم كلهم
على هدى من ربهم وانه ما طعن
احد في قول من اقوالهم الا لجهله
به اما من حيث دليله واما من حيث

ہمنے جو ائمہ اربعہ وغیرہ سے نقل کیا ہی
اِس سے تجھے معلوم ہوگیا ہے کہ سبھی
مجتہد دلایل شرعیہ کے ساتھہ ساتھہ
پہر رہے ہین اور وہ سبھی دین مین
اپنی عقل سے کوئی بات کہنے سی محفوظ
ہین۔ اور انکے مذاہب کتاب و سنت
سے منقوش ہین جیسے کوئی چیز
سونے یا جواہرات سے مرصع ہوتی ہے
اور اِن کے اقوال و مذاہب گویا
ایک کپڑا ہے کہ اسکا تانا بانا کتاب اللہ
و سنت ہے اب تجھے کسی مذہب
کی تقلید کرنے مین کوئی عذر نہ رہا
جس مذہب کی چاہے تو تقلید کرسکتا ہی
وہ سب کی سب بہشت کی راہین ہین
اور وہ سب ہدایت پر ہین اور جس نے
کسی امام کے قول پر طعن کیا تو وہ کیا
اس قول کی دلیل سے جاہل ہونیکے سبب طعن کرتا ہے

اور بحث

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رکھتا ہو اس فریق کا اتباع کرے اس میں تقلید لازم آتی ہے تو آپکے ایسے شخص کو ترک تقلید کی کب جائت ہے۔ اور اس وقت میں مطلق تقلید سے مستغنی کون ہے ایسے امور میں خواص کو تقلید مجتہدین سے چارہ نہیں تو عوام کس گنتی میں ہیں۔

راقم ابوسعید محمد حسین لاہوری

وقد تسند ارکہ علیہ لا سیما الامام الاعظم ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ الذی اجمع السلف والخلف علی کثرۃ علمہ وورعہ وعبادتہ ودقۃ مدارکہ واستنباطاتہ کما سیاتی بسطہ فی ہذہ الفصول ان شاء اللہ تعالی وحاشاہ رضی اللہ عنہ من القول فی دین اللہ بالرای الذی لا یشہد لہ ظاہر کتاب ولا سنۃ ومن نسبہ علی ذلک فبینہ وبینہ الموقف الذی یشیب فیہ المولود وسمعت سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ مرۃ یقول یجب علی کل مقلد الادب مع ائمۃ المذاہب کلہم۔ وسمع مرۃ بعض الشافعیۃ یقول وفی ہذا الحدیث

یا اس لئے کہ اسکا ماخذ (جہاں سے وہ لیا گیا ہے) نہایت دقیق ہے خاص کر اقوال امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جن کے علم و پرہیزگاری و عبادت کی کثرت اور ان کے دلایل اور استنباطوں کے دقیق ہونے پر سلف و خلف کا اتفاق ہے۔ جناب ممدوح کو خدا تعالی کے دین میں محض عقل اور رائے سے جسپر کتاب و سنت کی شہادت نہ ہو بات کہنی بچائے جو شخص انکو اس تہمت سے متہم کرتا ہے اسمیں اور امام اعظم میں وہ مقام (محشر) جسمیں بچے بوڑہے ہو جائینگے فیصلہ کریگا۔ میں نے ایکدفعہ اپنے شیخ علی خواص کو یہہ کہتے سنا کہ ہر ایک مقلد پر (خواہ کسی مجتہد یا محدث کا ہو) سبھی آیمہ مذاہب کا ادب واجب ہے، انہوں نے ایکدفعہ بعض شافعیوں کو یہہ کہتے سنا

© rasailojaraid.com